روحِ تغزل

از جناب احسان دانش صاحب

چپ کھڑے ہیں درمیانِ کعبہ وبتخانہ ہم
کس سے کہدیں کس طرح کہدیں ترا افسانہ ہم

عشق کی یکجائی وایمانِ محکم کی قسم
تجھ ہی تک محدود ہیں اے جلوۂ جانانہ ہم

ہر دو جانب احتیاط اچھی ہے جبتک ہو مگر،
جانتی ہے انجمن تم شمع ہو پروانہ ہم

ہوگئی مدت بقیدِ ضبط ہیں قلب و نظر
تم ہی خود کہدو کہ کیا اب بھی نہ ہوں دیوانہ ہم

اک مسلسل کشمکش، اک مستقل کرب وگداز
وہ جہاں آگاہ، اور کونین سے بیگانہ ہم

اب حقیقت کیا کہیں کس سے کہیں، کیونکر کہیں
کچھ تو دیکھا ہے کہ جس سے ہوگئے دیوانہ ہم

وہ محبت ہی نہیں جس میں نہ ہوں شکوے گلے،
اک کہانی تم سنائے جاؤ اک افسانہ ہم

جب یہ دیکھا اپنے مرکز پر ہے ہر شے بیقرار
آگئے آخر ترے قدموں میں بیتابانہ ہم

پاسباں مفہوم و معنی کو بیاں کرتے رہیں
سن چکے سننا تھا جن کو کہہ چکے افسانہ ہم

التجا ہی التجا باقی ہے شکوے ہو چکے
دل میں اب رکھتے ہیں اک ذوقِ پرستارانہ ہم

رک چلیں احسان نبضیں آگیا ہنگامِ موت
اب یہیں سے چھیڑتے ہیں دوسرا افسانہ ہم